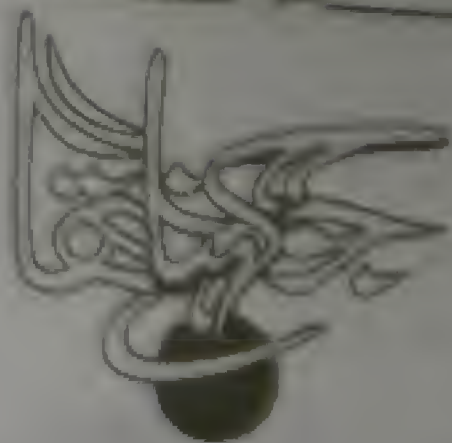


الحمد لله رب العالمین



وہ ہے وہ جس نے یہ سب کیا ہوئی بلکہ مجھے میں بھی تھی  
 جس کا قصہ وہ جس کی سزا کر رہی تھی۔ پھر بھی کسی  
 طرح اس کے اندر کی کھول کر نہیں ہو رہی تھی۔  
 جلا تک کوئی ہی بات نہیں ہوئی تھی۔ گزشتہ چار سالوں  
 سے یہی کچھ ہو رہا تھا کہ وہ بات قدر تیار ہو کر ڈرا آگے  
 میں جاتی تو وہاں موجود خواتین اسے کچھ نہ  
 ماننے لگتی تھیں۔ تو انہیں بھی ضرور محسوس کرتی  
 بھی اس کے تعارف کے ساتھ تعریف کرتی رہی  
 اللسان ہو جاتیں۔  
 "وہ میری سب سے بڑی بیٹی ہے سو وہی ہے"

### مکمل ناول









1875 Nov 20

الحمد لله

2007-2008



















"سوری میرا قصد نہیں اس شخص سے بدظن کرنا نہیں ہے۔ میں نہیں صرف یہ سمجھنا چاہ رہا ہوں کہ پہلے تم اس کے بارے میں معلوم کرو۔ وہ کون سے کیا کرتا ہے اور کہیں صرف وقت گزاری کے لیے تو نہیں فون نہیں کر رہا جیسا کہ آج کل خاص لوگوں کا مشغلہ ہے۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا؟"

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بے اختیار اس کے سینے سے کمری سانس خارج ہوئی تھی۔

"یامی کی آپس بھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے تمہارے لیے ایک شہزادہ آئے گا۔ اونچا لہبا پیٹھ سم پائل ملے جیسا۔" وہ پھر اپنے مخصوص موڈ میں آیا تو وہ سر جھٹک کر بولی۔

"اگر تمہارے جیسا ہوتا تو اسے میں خود بخجک کر دلا کی۔"

"اچھی بات ہے۔ اب مجھے اجازت دو۔ چار دن بعد میرے امتحان شروع ہو رہے ہیں اور پلیز اس دوران مجھے ڈسٹرب مت کرنا ورنہ خدا حافظ۔" وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے چلا گیا۔

"جیسا کہ لڑکا ہے۔ ویسے کہ تو ٹھیک رہا تھا کہ پہلے مجھے معلوم کر لیتا جاوے یزدانی کون ہے کیا کرتا ہے۔ کیس فلرٹ تو نہیں۔" وہ شمالی کی قائل ہو رہی تھی۔

اس کی زندگی میں خوب صورت موڑ آیا تھا۔ وہ ہر تک کے سادے کام خوشی خوشی نمٹاتی پھر اپنا سوا کل لے کر بیٹھ جاتی ٹھیک دو بجے یزدانی کا فون آجاتا اور وہ چھوٹے ہی پوچھتا۔

"انتظار کرو گی میں ہرگز نہیں ہٹتا۔"

"ہاں۔۔۔" وہ اب اعتراف کرتے ہوئے۔

"مجھے یقین نہیں تھی کہ میں ہرگز ہٹتا ہوں۔"

"مجھے یقین تھا پھر بھی جانے کیوں ڈر سار ہوتا ہے۔"

یزدانی نے کہا تو وہ فوراً پوچھنے لگی۔

"کیسا ڈر؟"

"کہ چائیں آپ میرا فون ایڈز کریں گی یا نہیں اس کے خدشے پر وہ بے ساختہ مسکرائی۔"

"چلیں میں آپ کا یہ ڈرور کر دیتی ہوں۔"

میں آپ کو بس ٹیل دے کر آپ کے یقین پر ہنسنے لگی۔

کروں گی کہ میں آپ کے فون کا انتظار کر رہی ہوں۔

"یہ ٹھیک ہے۔" وہ خوش ہو گیا۔ "اور ہاں اس مخصوص وقت کے علاوہ بھی آپ بس چاہیں شے کر دے سکتی ہیں۔"

"ہاں رات بہت دیر تک مجھے نیند نہیں آتی تو میری سوچنی رہی کہ آپ کو فون کریوں۔" اس نے اعتراف کر لیا کہ وہ بھی یہی چاہ رہی تھی۔

"تو کرتیں نا میں خود آج کل نیند کو ترس رہا ہوں اور ایک بات کہوں۔"

"ہی۔۔۔"

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ پلیز انکار مست نہ کیے گا۔" اس نے کمر کر منت بھی کی۔

"انکار تو نہیں کر رہی لیکن سوچ کر بتاؤں گی۔" وہ ابھی بھی سوچ کر بولی تھی۔

"اچھی بات ہے۔"

"خدا حافظ۔" وہ سیل دراز میں رکھ کر پلٹی تو دروازے میں شرین کو دیکھ کر یونہی مسکرا دی۔

"کس سے بات کر رہی تھیں؟" شرین نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"ایک دوست ہے تم کب آئیں؟" اس نے سرری انداز اختیار کیا۔

"کچھ دیر ہوئی اماں کے پاس بیٹھی تھی۔ عدیل بھی وہیں ہیں چلو اماں ہمیں بلا رہی ہیں۔"

"ہاں چلو پہلی بار اماں ڈائنٹ رہی تھیں کہ میں بس بیٹھوں گی کے پاس یوں نہیں بیٹھی ویسے آج تم لوگ اس وقت آئے آگے میرا مطلب ہے ابھی وہاں بھی نہیں بچل۔" وہ پلٹ پلٹ کر پوچھنے لگی۔

"وہ عدیل اقل سے وہاں کے کھانے پر گھر آگے تھے۔ پھر واپس جانے لگے تو میں نے لہجے اماں کے

کہہ دیا۔" شرین نے لہجہ اس نے حیرت اور خوشی کا اظہار کیا۔

"ارے یہ تو اچھی بات ہے۔ مجھے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔"

"کر لیتا عدیل سے تو پہلو ہائے کر لو۔" شرین نے اسے دھکیلا اماں کے کمرے میں عدیل جانے کو تیار کھڑا تھا۔ اس نے سلام کیا اور بیٹھنے کو کہا تو وہ ناگم دنگ کر بولا۔

"ابھی آفس جانا ہے۔ پھر شام میں آؤں گا۔"

"آتے ہی جانے کی جلدی مت بچا۔ رات کا کھانا کھا کر جانا اور تمہیں چوپسند ہونی پڑا۔ میں بناؤں گی۔" اس نے کہا تو اماں اس کی تاکید کرنے لگیں۔

"ہاں بیٹا! تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"

"وہ نہیں بس جو آپ بنا میں گی کھانوں کا اچھا شرین! آخر میں وہ شرین کو جانے کا اشارہ دے کر چلا گیا تو اماں کو اسی وقت سے رات کے کھانے کی فکر ہو گئی۔

"آپ سامان منگوالیں میں پکاؤں گی چلو شرین!" وہ اماں سے کہہ کر شرین کو کھینچتے ہوئے دوبارہ اپنے کمرے میں آگئی اور اسے اپنے ساتھ بٹھا کر پوچھنے لگی۔

"تمہارے سسرال میں یزدانی کون ہے؟"

"یزدانی! شرین سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تو وہ زور سے کر بولی۔

"بھئی تمہاری شادی میں آیا تھا بارات کے ساتھ۔"

عدیل کا کوئی نہ خیالی دو خیالی کزن یا اس کا کوئی دوست۔

"کزنز میں تو کوئی نہیں ہے۔ دوستوں میں ہو تو مجھے نہیں پتا۔ آخر بات کیا ہے؟" شرین نے الجھ کر پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ تمہاری شادی میں یزدانی نے مجھے دیکھا تھا اور اس کے بعد سے۔" اس نے ساری تفصیل بتا دی تو شرین پھر سے سوچنے لگی۔

"تم عدیل سے معلوم کرو ہو سکتا ہے اس کا کوئی دوست ہو بلکہ یہ تو میں یزدانی سے بھی پوچھ سکتی ہوں۔"

تم عدیل سے اس کا پورا پورا پتہ معلوم کرو اور یہ کہ دیکھنے میں وہ کیسا ہے؟" اس نے کہا تو شرین حیرت کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"سوری۔۔۔ میں عدیل سے اس مسئلے میں بات نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پتہ تو وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یزدانی کو کیسے جانتی ہو اور میں لاہر قسبیں کھاؤں تب بھی وہ یقین نہیں کریں گے۔"

"یار! ایسا بے اعتبار بندہ ہے۔" وہ چکر بولی تھی۔

"اب ہے تو کیا کروں اس کی اماں! نہیں تک اس کی اس عادت سے پریشان رہتی ہیں۔ ہر بات کی نوہ کون آیا کون کیا۔ پتا ہے ابھی جب میں یہاں سے ہٹاؤں گی تو ایک ایک بات کر رہے ہیں مجھے ایسے مرو۔" وہ بے اختیار

"توبہ زہر نکلتے ہیں مجھے ایسے مرو۔" وہ بے اختیار بولی لیکن جب شرین کا چہرہ دیکھا تو نام نہانی ہو گئی۔

"سوری میں عدیل کو کچھ نہیں کہہ رہی۔ ویسے بھی اور معاملات میں تو وہ بہت اچھا ہے۔ تم سے محبت کرتا ہے اور سچی بات ہے محبت ہی میں شک زیادہ ہوتا ہے۔"

"اچھا اب تم مجھے بھلاؤ مت۔ میں خود سب سمجھتی ہوں۔" شرین کے فونکے پر وہ ہنس پڑی۔ تب ہی شمالی دروازے سے جھانک کر بولا۔

"بڑے دانت نکل رہے ہیں۔"

"تمہارے امتحان ہو گئے۔" اس نے فوراً پوچھا۔

"ہاں آج میں آزاد ہو گیا ہوں۔" وہ جیسے ہی اندر آیا شرین اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے تم بھی آئی ہو کیسی ہو اور تمہارے میاں صاحب کہاں ہیں؟" وہ شرین سے مخاطب تھا لیکن وہ سوہنی کو دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

"ہیں! اسے کیا ہوا ناراض ہے کیا لیکن میں نے کیا کیا ہے میں تو جب سے اس کی شادی ہوئی ہے۔"

"او فوہ! تم خاموش نہیں رہ سکتے۔" وہ جستجلا گئی۔

"ارے میں تو سمجھا تھا میری اتنے دنوں کی غیر حاضری سے تم پریشان ہو گئی ہو گی۔ بات کرنے کو ترس رہی ہو گی جب ہی میں پیپر ختم ہوتے ہی سیدھا یہاں چلا آیا۔ کیونکہ مجھے احساس تھا کہ۔۔۔"



















شرمین نے خوش ہو کر ہاتھ پاؤں کی موجودگی کے باعث اس نے کوئی سہو نہیں کیا اور پہنچ کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

اگلے دن کیونکہ اتوار تھا اس لیے اسے شرمین کے ساتھ اطمینان سے بیٹھنے اور باتیں کرنے کا موقع مل گیا تھا اور تنہائی ملنے ہی اس نے پہلا سوال بھی کیا۔

"آج عدیل نے تمہیں رہنے کی اجازت کیسے دے دی؟"

"ہاں سوڈا اچھا تھا۔ میں نے یو چھا تو مان گئے۔" شرمین کے جواب سے وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی لیکن وہ بھی نہیں۔

"اور ہاں سوہنی!" شرمین اچانک کچھ یاد آنے پر کہنے لگی۔ "ایک دن عدیل خود ہی اپنے دوست یزدانی کی کوئی بات کر رہے تھے۔ لیکن وہ تو شادی شدہ ہے دو بچے بھی ہیں اور اس کی بیوی بھی ماشاء اللہ زندہ سلامت ہے۔"

"اچھا۔" اسے ہنسی آگئی۔ "اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ کہ وہ بال بچوں والا ہو کر تمہیں فون کیوں کر رہا ہے؟"

"پہلے یہ بتاؤ تم نے عدیل کو تو نہیں یاد دیا۔" وہ کچھ پریشان ہو گئی تھی۔

"میں پانچ تھوڑی ہوں میں۔ وہ تو خود ہی کوئی بات کر رہے تھے تو یزدانی کے ہم پر میں تھکی تھی پھر اس کے بال بچوں کا سن کر تو میں اور پریشان ہو گئی کہ کیسے تم اس کے ساتھ سیریس ہو جاؤ۔ ابھی بھی فون کر رہا ہے؟"

"ہاں! میں نے صرف ہاں کہنے پر اکتفا کیا۔"

"میں ختم کرو یہ سلسلہ۔ میں نے تمہیں اس کی اصلیت بتا دی ہے اور تم بھی اس پر چٹاؤ کہ اگر آئندہ

شرمین نے جواب دیا۔ "میں نے پہلے ہی اس کی اصلیت بتا دی ہے اور تم بھی اس پر چٹاؤ کہ اگر آئندہ

شرمین نے جواب دیا۔ "میں نے پہلے ہی اس کی اصلیت بتا دی ہے اور تم بھی اس پر چٹاؤ کہ اگر آئندہ

تھا۔

"آف بے چارہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی یہ باتیں تمہیں ہی داستان سنائی ہے کہ اس کی یہ باتیں بیمار ہے اس کا خیال نہیں رکھتی۔ خبردار سوہنی! اس کی باتوں پر یقین کیا تو۔ یہ مرد لڑکیوں کی جو حاصل کرنے کے لیے ایسے ہی خود کو مفلوم ظاہر ہیں۔" شرمین بھڑک اٹھی تھی اور وہ انتہائی سادگی سے بولی۔

"لیکن اس نے تو مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔"

"پھر۔ پھر تم نے کیسے کہا کہ اس کی اپنی بیوی نہیں بنتی۔" شرمین اب بوکھلا گئی تھی۔ "میں نے تو یوں ہی خیال ظاہر کیا تھا۔ خیر چھوڑو اور بات کرو۔" اس نے کہا لیکن شرمین کے اندر کچھ ہو رہی تھی۔

"تم اس کے ساتھ سیریس تو نہیں ہو نا؟"

"کو تو! میں کسی کے ساتھ سیریس نہیں ہوں۔" جھنجھلا گئی۔ "اور تم خواجواہ پریشان مت ہو۔ یہ وہ بڑا نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔"

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تمہیں پرپوز کیوں نہیں کر رہا؟" شرمین کو جی فکر لگ رہی تھی۔

"یہ نہیں۔" وہ ٹال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "چلو کہو کھالیں پھر تمہاری شادی کی سوئی دیکھیں گے۔"

"ہاں اس میں یزدانی ہو گا۔ مجھے دکھانا۔" شرمین نے اٹھتے ہوئے کہا وہ جاتے جاتے رک گئی۔

"مجھے کیا پتا کون ہے تمہارے میاں کا دوست ہے تم جادو۔ میں تو اپنے یزدانی کو جانتی ہوں۔"

یزدانی کے ساتھ اس کے دو غریب مسکراہٹ کیے گئے تھے۔

سولی اپنے ساتھ زندہ بچھ کر لائی اور عدیل کی

سولی اپنے ساتھ زندہ بچھ کر لائی اور عدیل کی

سولی اپنے ساتھ زندہ بچھ کر لائی اور عدیل کی



بھی لے تکی تھی اور گھر میں سب سے پہلے وہی لیٹ  
 میں تکی تھی۔ وہ دن سے بستر میں بڑی تھی۔ اہل  
 بے چاری گھر کے کاموں کے ساتھ اس کی تیار داری بھی  
 کر رہی تھیں جو اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔  
 ساتھ ہی اب یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ وہ تو اس چلی  
 جاتی ہے۔ پیچھے سارے کام اہل ہی کو کرنے پڑتے ہیں  
 جبکہ زمین تو صرف بڑھنے کی لگن تھی۔ اس کا ارادہ  
 میٹھ نکلیں چائے کا تھا، جب ہی جی جان سے محنت  
 کر رہی تھی۔ اہل بھی اسے گھریلو کاموں میں نہیں  
 اچھا لگتی تھیں۔ سرحال وہ دن سے اہل کو پھر کی طرح  
 گھومتے دیکھ کر اب وہ کی سوچ رہی تھی کہ اسے جب  
 چھوڑ کر گھر میں رہنا چاہیے۔ پھر جیسے فیصلہ کر کے سینے  
 کے بقیہ دن شمار کر رہی تھی کہ اہل کی فون میٹ لگنا  
 کر اس کے پاس آگئیں۔  
 "شمالی کاٹھن ہے تم سے بات کرے گا۔"  
 "یاد آئی اسے۔" وہ اٹھ بیٹھی اور فون میٹ لے کر  
 گھر میں رکھ لیا۔  
 "وہ بے چارہ تو فون کرنا رہتا ہے تمہاری گھر پر نہیں  
 ہو نہیں۔" اہل کہتے ہوئے بھی لگتی تھیں تو اس نے ریسیور  
 کلن سے لگا لیا۔  
 "السلام علیکم۔"  
 "جیتتی رہو خوش رہو اللہ چاند سادو سادے پھر  
 دو حوالا سداو پوتوں پھلو۔" وہ حسبِ عادت شروع  
 ہو گیا تھا۔  
 "تم اپنی سداو تمہیں مل گئی چاند سی دامن؟" اس  
 نے پوچھا تو وہ فوراً "یول۔"  
 "صرف دامن کو کیونکہ میں نے چاند سی کی شرد  
 نہیں رکھی۔"  
 "جیت رہا ہے؟"  
 "چھوڑو حیرت دیرت کو۔ یہ پہلو مجھے یاد آئی ہو۔"  
 وہ اسی لالچال پن سے پوچھ رہا تھا جب ہی اس نے منع  
 کر دیا۔  
 "بالکل نہیں۔"  
 "اگر مجھے تم سے ہی توقع تھی تو میں تمہیں ہلکتا یاد  
 کرتا۔"

کر رہا ہوں۔" وہ پھر وہی سے شروع ہو گیا۔  
 اہل چلا تے ہوئے جب میری گائے میں لڑائی سے  
 تم مجھے بہت یاد آتی ہو۔"  
 "کیا مطلب ہے تمہارا۔ تم مجھے کس سے ملاتے  
 ہو۔" اس نے دانت پیسے۔  
 "میں میری گائے بہت خوبصورت ہے۔  
 جی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، سنہری سینک اور چاند  
 میں نے اس کے پیٹ پر لال مندی سے اس کا پور  
 دیا ہے سوہنی۔"  
 "شمالی۔" چنے کے ساتھ ہی اسے کھانسی کا  
 دورہ پڑا کہ وہ کھانستے کھانستے بے حال ہو گئی۔ ریسیور  
 ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اہل پانی لے کر بھاگی آگئی اور  
 گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔  
 "یا اللہ۔" وہ گھونٹ لے کر اس نے گلاس اپنے  
 ہاتھ میں لے لیا اور فون کی طرف اشارہ کر کے بولا۔  
 "اسے جنامیں یہاں سے۔"  
 "بند ہو گیا کیا؟" اہل نے میٹ اٹھالی اور ریسیور  
 کلن سے لگا یا تو دھر سے وہ بول رہا تھا۔  
 "کیا ہو گیا ہے سوہنی! تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں  
 ہے؟"  
 "وہ بات کر رہا ہے۔" اہل نے ریسیور اسے دینا چاہا  
 لیکن اس نے واپس دھکیل دیا۔  
 "مجھے نہیں کرنی بات۔"  
 "ہاں بیٹا سوہنی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"  
 اہل خود ہی اس سے بات کرتے ہوئے چلی گئیں۔  
 وہ بارہ لیٹ گئی۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ  
 اسے فضول بولنے کی عادت ہے پھر بھی پڑ کر اسے برا  
 بھلا کہنے لگی۔ کچھ دیر بعد اہل اس کے پاس آئیں  
 اور اس کی پیٹھ سلاتے ہوئے شمالی کی حریف کرنے  
 لگیں۔  
 "اچھا لڑکا ہے وہاں جا کر بھی بھولا نہیں۔ ورنہ آج  
 کل کون کسی کو یاد رکھتا ہے۔ ہر ہفتے فون کر کے سب  
 کی خبر قیمت معلوم کرتا ہے۔ مجھے تو اپنے بچوں کی  
 طرح لگنے لگا تھا۔ ہاں ابھی کیا کر رہا تھا۔"

"کیا؟" وہ جانتی تھی اہل پوری بات دہا کر رہیں گی  
 اس لیے اچھا تے ہوئے بھی متوجہ ہو گئی۔  
 "نہیں رہا تھا اس کی بہن کی شادی ہے اور ہمیں  
 ضرور جانا ہے۔ وہ خود لینے آئے گا۔"  
 "بہن رہنے دیں۔" اس نے سر ہٹا دیا۔  
 "بیٹا! وہ اتنے غلوں سے کہ رہا تھا پھر خود لینے  
 آئے گا تو جانا ہی پڑے گا۔ اچھا ہے اسی بہانے اس کا  
 گھر بار بہن سمجھ دیکھ آئیں گے۔" اہل نے کہا تو وہ  
 چونگی تھی۔  
 "کیا مطلب ہے آپ کا؟"  
 "میں سوچ رہی ہوں لڑکا اچھا ہے کیا پتا بات بن  
 جائے زمین کی۔"  
 "زمین۔" اس کا دل بیٹھنے لگا۔ آنکھیں اچانک  
 خالی خالی ہو گئیں۔  
 "ہاں، زمین بھی تو بڑی ہو گئی ہے۔" اہل اپنی  
 دھن میں بولی تھیں پھر ایک دم احساس ہوئے پر کہنے  
 لگیں۔ "لیکن اب میں پہلے تمہاری کروں گی۔"  
 بے شک زمین کی وہاں بات ہو جائے لیکن اس کی شادی  
 تمہارے بعد ہی کروں گی۔"  
 "چھوڑیں اہل! میری فکر چھوڑیں۔ مجھے نہیں  
 کرنا شادی۔" وہ بمشکل خود پر قابو پا کر بولی تو اہل نے  
 ٹوک دیا۔  
 "بیٹا! ایسی بات منہ سے مت نکالو۔ جب نصیب  
 کھلتا ہے تو سب کام آتا" فانا" ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین  
 ہے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔"  
 "اچھا۔ ابھی تو آپ مجھے سونے دیں۔ کھانسی  
 کھانسی کر سر میں درد ہونے لگا ہے۔" اسے  
 جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی۔  
 "پہلے کچھ کھاؤ" ولیہ لادوں؟" اہل نے اٹھ کر  
 پوچھا۔  
 "نہیں، ابھی بالکل دل نہیں چاہ رہا۔ اٹھوں گی تو  
 کھاؤں گی۔"  
 اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا اور جھمکی میں سے  
 اہل کو جاتے دیکھنے لگی پھر کڑواہٹ بدل کر سونا چاہتی تھی

کہ اس کا سوا کل بجنے لگا۔ اسکرین پر یزدانی کا ہمدردی  
 کر اس نے لائن کٹ دی اور پھر دھن دھن سے تکی  
 ہو کر رہا۔ وہ فون کر آؤ دھر سے لائن کٹ دیتی۔ آخر تک  
 اگر اس نے سوا کل آف کر دیا تھا۔  
 پورے ایک بجتے بعد وہ اٹھ اٹھی تھی۔ اس کی  
 نیل پر اتنا کام جمع ہو گیا تھا کہ وہ پھر تک اسے  
 سمجھانے کی فرصت نہیں ملی۔ اس کے بعد بھی کام ختم  
 نہیں ہوا۔ وہی تھک گئی کیونکہ بیماری سے اٹھی تھی  
 اس لیے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا  
 جب ہی کچھ دیر کے لیے کام بند کر کے چائے منگوا کر  
 پینے لگی اور ابھی چائے ختم نہیں ہوئی تھی کہ یزدانی کا  
 فون آگیا۔ اس نے چائے کا آخری سپ لے کر  
 سوا کل اٹھا لیا۔  
 "سیلو!"  
 "کھلاں ہیں آپ۔ کیا بات نہیں کرنا چاہتیں۔ پورا  
 ہفتہ صبح شام آپ کا نمبر ملا رہا ہوں۔ سیلو کیوں آف  
 کر رہا تھا؟" یزدانی سیلو پار شاکی ہو کر اتنی لمبی بات  
 کر گیا تھا جواب میں وہ سکون سے بولی۔  
 "میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"  
 "اوپ اب کیسی طبیعت ہے؟" اس نے پوچھا اور  
 جواب کا انتظار کیے بغیر پھر شروع ہو گیا۔ "آپ کو پتا  
 چاہیے تھا۔ پتا ہے میں کتنا پریشان رہا؟ اندیشوں میں گھر  
 گیا تھا۔"  
 "کیسے اندیشے؟" اس نے فوراً پوچھا۔  
 "جیسے محبت میں ہوتے ہیں۔" یزدانی کا لہجہ گھبراہٹ  
 ہو گیا جس پر وہ جریز ہونے لگی۔ بولی کچھ نہیں تو  
 قدرے رک کر وہ خود ہی کہنے لگا۔  
 "آپ نے بھی تو اس روز ڈرا دیا تھا۔ کسی اسٹوپڈ  
 لڑکے کا ذکر کر کے۔ کیا نام بتایا تھا اس کا۔ ہاں شمالی۔  
 میں یہی سوچتا رہا کہ کہیں شمالی تو نہیں آگیا۔"  
 "ابھی جائے تو کیا۔ میرے لیے تو نہیں آئے گا۔"  
 وہ بے اختیار کہہ گئی تھی۔







"ہاں آج دن میں اس کا فون آیا تھا۔ پر اسوں میں ایسی گڑبڑ تھی کہ اس کی آواز شانی ہی نہیں دے رہی تھی۔ پتا نہیں کیا کہ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے اپنے آنے کا اشارہ ہو۔" اس نے بتا کر خیال بھی ظاہر کیا تو وہ پوچھنے لگی۔

"میں فون کر لوں اسے؟"

"کرنا بھٹ دے کر تا ہے۔" اس نے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میر کیا ہے اس کا؟"

"وہیں ڈائری میں لکھا ہو گا۔" اس نے بتایا تو وہ ٹیلی فون سیٹ کے ساتھ ڈائری بھی لے کر واپس کمرے میں آگئی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد اس کے نمبر ملائے تو دوسری طرف کسی لڑکی کی آواز تھی۔

"مجھے شانی سے بات کرنا ہے۔" اس نے فوراً کہہ

دیا۔

"آپ کون ہیں؟" لڑکی خامسے سلجھے ہوئے انداز

میں پوچھ رہی تھی۔

"میں سوہنی ہوں۔" اس نے بتایا تو اوہ ردہ بہت

مشاق ہو گئی۔

"پائے آپ سوہنی ہیں۔ بھائی آپ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اور یہ ہے۔" اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ جسے اس سے ریسیور چھینا گیا تھا پھر شانی کی آواز آئی۔

"میلو۔"

"تمسے ہو؟" اس کی آواز میں آپ ہی آپ دھڑکنوں کی لے شامل ہو گئی تھی اور شانی کا وہی پرانا انداز تھا۔

"گاؤں کی آب و ہوا نے بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ بہت خوبصورت ہو گیا ہوں۔ دیکھو گی تو انگلیاں کانٹ ڈالو گی اپنی۔"

"آجھا۔" وہ راسخا تھی۔

"جدا ہی نہیں کر رہا۔ خیر تم بلاؤں گے کیسے میری یاد آگئی؟" اس نے پوچھا تو وہ سہولت سے کہنے لگی۔

"یہ بھی اس لئے بتایا کہ ان میں تو میرا فون آیا تھا۔"

لیکن ٹھیک سے بات نہیں ہو سکی پھر اس نے تھیں فون کرنے کو کہا تو میں نے کہہ دیا۔

"اس کے کہنے سے۔" تھیں بھی سیال تھیں۔

میرا۔ "وہ اس کی بات سے بد دل ہو کر بولا۔

"آتا ہے۔" اس نے ابھی اسی قدر کہا تھا کہ

پڑا۔

"بس جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اور بات کر دے۔

"اور کیا بات؟"

"سزدانی کا بتاؤ۔" معاملہ کہاں تک پہنچا۔ یا راجا

کرؤ جیسے تمہاری شادی میں بھنگڑا ڈالنا ہے۔" اس نے

کہا تو وہ ہنس کر بولی۔

"اب صرف تمہارے بھنگڑے کی خاطر تو میر

شادی نہیں کر سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے سزدانی کو ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ

دیا۔" اس نے کہا تو وہ احتجاجاً چیخا۔

"دیکھو کیوں؟"

"تم ہی نے تو کہا تھا کہ میں خود کو غیر اہم نہ سمجھوں

اس لیے اب وہ میرے معیار پر پورا نہیں آتا۔"

"کس لحاظ سے۔" وہ اپنے آپ خائف ہو گیا تھا۔

"ہر لحاظ سے۔ تعلیم، شکل و صورت، سہ سنانی۔

کسی لحاظ سے بھی تو وہ انریکٹو نہیں ہے۔" وہ اپنا سارا

دھیان اس کی طرف رکھ کر بول رہی تھی۔

"تم۔ ملی ہو اس سے؟" اس کی آواز مدھم ہو گئی

تھی۔

"ہاں وہ بہت اصرار کر رہا تھا پھر میں نے بھی سوچا

کہ جو بھی فیصلہ کرنا ہے کر ڈالوں۔ یوں اس سے ملنے

کے بعد میں نے منع کر دیا۔" وہ روائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"آجھا۔" وہ الجھ کر بولا۔ "مجھے یقین نہیں آیا۔"

"چلو جب تھیں یقین آجائے تب بتاؤں گا پھر بات

کریں گے اللہ حافظ۔" اس نے فون رکھ دیا اور اس

کی کیفیت سوچتے ہوئے ہنسی لگی۔







"شاید شتہ کی بات کریں۔"  
 "ہاں، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔  
 "جن کے پاس ہے؟" اس نے کہا۔  
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔  
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

”نہیں شانی! میں شاید کہ سکوں یا شاید تم نہ  
 ہو سکے۔ بس اتنا سن لو کہ میں اس بات سے خوش  
 ہوں کہ مجھے محبت کی جنگ نہیں لڑنا پڑی۔“  
 ”ایسا مطلب۔“ اس نے پوچھا تو وہ یوں مسکرائی

انگوں سے یار صبح یات کرنا ہے اور اچھا برا اور فتنہ  
میں تھا جب ہی تو وہ پہچان گئی تھی کہ وہ شمالی ہے جو  
غالباً اس کے دل کا احوال جاننے کے لیے پہنچا تھا  
روپ و حمار لیتا ہے اور ابھی زیب اس سے یہ والی کا ہجر  
ہلے کیا تھا تو اس کی زیب میں وہ بائیں بچے لگا تھا زیب  
تیں وہ ابو کھلا کر باہر بھاگا تھا کہ کہیں وہ سن نہ لے اور اس  
سے سناتا تو نہیں جس کسے دیکھ کر کھنا تھا۔





چھٹی کا دن تھا، ناشتے کے بعد اس نے واشک  
مشین لگائی اور گھر بھر کے کپڑوں کے علاوہ چادریں اور  
پردے بھی اتار لیے تھے۔ اماں منع کرتی رہ گئیں۔  
”ایک دن چھٹی کا ملتا ہے، آرام کر لو“ لیکن وہ نہیں مانی  
کپڑوں کی دھلائی کے ساتھ ساتھ کچن بھی دیکھتی رہی  
تھی۔ یوں کھانا بھی وقت پر تیار ہو گیا۔ اس کے بعد وہ  
بسی تان کر سو گئی تھی پھر شام سے کچھ پہلے شرین نے  
اسے اٹھایا تو اس کے ہاتھ میں چائے دیکھ کر وہ فوراً  
اٹھ بیٹھی اور کپ لیتے ہوئے بولی۔

”یہ تم کس کام سے لگ گئیں؟“  
”چائے بنانا تو کوئی کام نہیں ہے۔“ شرین نے  
بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ پوچھنے لگی۔

”رہو گی یا ہمیشہ کی طرح جلدی میں آتی ہو؟“  
”جلدی میں تو نہیں آتی لیکن رہوں گی بھی نہیں۔  
تم سناؤ آج بڑی دھلائیاں کر لیں۔ پردے وردے  
سب۔“

”ہاں، عید بھی تو آ رہی ہے۔“ اس نے کہہ کر  
چائے کا گھونٹ بھرا پھر شرین کو گولگو کی حالت میں دیکھ  
کر خود ہی کہنے لگی۔ ”تم پچھلی بار عدیل کے کسی رشتہ  
دار کا ربوئل لائی تھیں۔ مجھے اماں نے بتایا تھا۔“

”پھر کیا سوچا تم نے؟“ شرین نے فوراً پوچھا۔  
”کچھ نہیں۔ میرا مطلب ہے سوچا تو وہاں جاتا  
ہے، جہاں کوئی گنجائش ہو اور میں نے تو اسی وقت اماں  
کو منع کر دیا تھا۔ کیا اماں نے تمہیں نہیں بتایا۔“ وہ  
بہت سکون سے بول رہی تھی۔

”میں نے اماں سے نہیں پوچھا لیکن تم نے منع  
کیوں کیا؟“ شرین کو اس کا صاف جواب پسند نہیں  
آیا تھا۔

”کیونکہ مجھے کسی رندوے سے شادی نہیں  
کرنی۔“ وہ اب بھی آرام سے تھی۔

”ایک ہی عیب ہے ان میں باقی ہر لحاظ سے بہت  
اچھے ہیں۔ تم ایسا کر ایک بار انہیں دیکھ لو بلکہ میں ملوا

بھی سکتی ہوں۔ اس کے بعد میں یقین سے کہہ سکتی  
ہوں کہ تم انکار نہیں کرو گی۔“ شرین نے اسے  
اکسانے کی کوشش کی۔

”میں انکار کر چکی ہوں شرین اور اب تم خواہ مخواہ  
مجھ پر وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے جیٹھ جی کے  
لیے کوئی اور لڑکی دیکھو۔“ وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی  
تو شرین جزبز ہو کر بولی۔  
”تم غلطی کر رہی ہو۔“

”اگر تم یہ اس لیے کہہ رہی ہو کہ میں معمولی شکل و  
صورت کی لڑکی ہوں اور مجھے کوئی اچھا رشتہ نہیں ملے  
گا تو نہ ملے۔ میں کسی ایرے غیرے کو بھی قبول نہیں  
کروں گی۔ سمجھیں تم۔“ اس نے ضبط کا دامن نہیں  
چھوڑا تھا۔

”وہ کوئی ایرے غیرے نہیں ہیں سوہنی!“ شرین  
زوج ہوئی تھی۔

”سنو۔ اگر تم پر عدیل یا اس کے گھر والوں کی طرف  
سے دباؤ ہے تو بتاؤ۔ میں خود عدیل سے بات کر لیتی  
ہوں۔“ اس نے شرین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو  
وہ نظریں چرا کر بولی۔

”نہیں، وہ کیوں دباؤ ڈالیں گے۔ میں نے خود ہی  
سوچا پھر عدیل سے کہہ دیا۔“

”تو اب یہ بھی کہہ دو کہ میں نے صاف منع کر دیا  
ہے۔“ وہ شرین کی مجبوری سمجھنے کے باوجود اپنی بات  
سے نہیں ہٹی۔

”تمہاری مرضی لیکن یہ سوچ لینا کہ کوئی آسمان  
سے اتر کر نہیں آئے گا۔“ شرین کہتی ہوئی اٹھ کر چلی  
گئی اور وہ تاسف سے اس کے پیچھے دیکھنے لگی۔ اسے  
واقعی افسوس بلکہ دکھ ہو رہا تھا کہ اس کے اپنے ہی اسے  
غیر اہم سمجھ کر پھینک دینا چاہتے ہیں۔

”کیا صورت شکل ہی سب کچھ ہوتی ہے؟“

”کیا قسمیں بھی صورتیں دیکھ کر لکھی جاتی ہیں۔“

”نہیں، اگر ایسا ہوتا تو سب اچھی صورتوں والے  
قسمت کے دھنی ہوتے۔“

”یتا نہیں دھن، دولت اور حسن کو ہی قسمت کیوں

سمجھ لیا گیا ہے  
محبت کی تمنا ہے  
بھی ڈنڈی مارنا چ  
شادی کر لوں جس  
نہیں تب بھی مر  
نے ایک کو نے میں  
زندگی وہ قفل کھو۔  
نہیں ملتی نہ ملے  
اس کا ذہن  
تھا، جب ہی وہ کوئی  
سے خواہ مخواہ الجھ پڑ  
ابھی لٹچ بریک میں  
بھی منع کر دیا۔ حالانکہ  
کھانے کو دل نہیں  
بے بسی کا شکار تھی  
نشائے پھر دو تین رو  
درخواست لکھنے بیٹھ  
کوئی ٹیبل کے قریب  
”یکسی کیوزی“  
”جی۔“ اسے پور  
”آپ مس سوہنی“  
”جی!“ وہ یہی  
کا اشارہ بھی کیا۔  
”تھینک یو۔“  
بلال ہے۔ میں عدیل  
غالبا شرین کی بہن  
”جی!“ وہ یکدم  
”مجھ سے شرین  
اس نے یقیناً آپ کو  
وہ اپنے انداز سے  
رہا تھا، جب ہی وہ  
چاہنے کے باوجود فور  
تھا جبکہ شرین پر  
کرنے کے باوجود اس



”جی شاید بتایا تو تھا۔“ وہ بالکل نہیں سمجھ پاری تھی کہ اسے کیا رویہ رکھنا چاہیے۔  
”مزید کچھ جانتا چاہیں تو آپ براہ راست مجھ سے میرے بارے میں پوچھ سکتی ہیں۔“ اس نے کہا تو وہ جربزسی ہو کر بولی۔

”نہیں، مجھے شرمین نے سب بتا دیا ہے۔“  
”پھر کیا سوچا آپ نے۔ اوہ سوری شرمین کہہ رہی تھیں کہ آپ مجھ سے ملنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کر سکیں گی۔ تو میں کب تک امید رکھوں۔ آئی میں آپ کو سوچنے اور فیصلہ کرنے میں کتنا وقت لگے گا؟“  
”زیادہ نہیں۔ میں شرمین کو بتا دوں گی۔“ اس نے اپنے اندر اٹھتے جوار بھائے پر بمشکل قابو پایا تھا۔

”اوکے مجھے اجازت۔“ اس کا پر تکلف انداز زیر کرنے والا تھا وہ بس دیکھتی رہ گئی۔ اس کے اٹھنے سے جانے تک اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ شرمین نے ٹھیک کہا تھا کہ ایک صرف رنڈوے ہونے کا عیب سے بانی ہر لحاظ سے بہت اڑیکٹو ہیں پھر اسے یقین تھا کہ دیکھنے کے بعد وہ انکار نہیں کرے گی جب ہی اس کے منع کرنے کے باوجود بھی اس نے بلال کو بھیج دیا تھا۔  
”عجیب یا گل لڑکی ہے۔“ وہ اچانک جھنجھلا گئی اور اسی وقت شرمین کو فون کر ڈالا پھر اس کی آواز سنتے ہی بغیر سلام دعا کے شروع ہو گئی۔

”تم نے بہت غلط حرکت کی ہے شرمین! جب میں تمہارے جیٹھ کے لیے منع کر چکی تھی تو پھر تم نے ان سے غلط بیانی کیوں کی۔ یہ کیوں کہا کہ میں ان سے ملنے کے بعد فیصلہ کر سکتی ہوں۔ فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا۔“

”تو کیا بلال بھائی آئے تھے تمہارے پاس؟“  
”شرمین پر اس کے بگڑنے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ الٹا شوق سے پوچھا تو وہ اور چڑ گئی۔  
”ہاں آئے تھے اور میں نے بے عزت کر کے بھگا دیا ہے انہیں۔“  
”ہائے، نہیں سوہنی! تم ایسا نہیں کر سکتیں۔“  
شرمین ڈر گئی۔

سمجھ لیا گیا ہے۔ میں تو یہ سب نہیں چاہتی۔ مجھے تو محبت کی تمنا ہے، صرف محبت اور اماں، شرمین اس میں بھی ڈنڈی مارنا چاہتی ہیں کہ میں اس رنڈوے سے شادی کر لوں جس کا دل پہلے ہی خالی ہو چکا ہے اور اگر نہیں تب بھی مرنے والی کی محبت اور یاد کو تو ضرور اس نے ایک کونے میں مقفل کر دیا ہو گا اور میں بقیہ ساری زندگی وہ قفل کھولنے میں گزار دوں۔ نہیں، مجھے محبت نہیں ملتی نہ ملے گی محبت کی جنگ نہیں لڑوں گی۔“  
اس کا ذہن مسلسل ان ہی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا جب ہی وہ کوئی کام نہیں کر پاری تھی۔ صبح اماں سے خواجخواہ الجھ پڑی تھی اور بغیر ناشتا کیے چلی آئی اور ابھی لنچ بریک میں جب اس کی کولیگ نے بلایا تو اسے بھی منع کر دیا۔ حالانکہ بھوک لگ رہی تھی لیکن کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ عجیب سی جھنجھلاہٹ اور بے بسی کا شکار تھی۔ بڑی مشکل سے کچھ ضروری کا نٹائے پھر دو تین روز کی چھٹی لینے کا سوچ کر اسی وقت درخواست لکھنے بیٹھ گئی لیکن یہ کام بھی ادھورا رہ گیا کہ کوئی ٹیبل کے قریب آ کے کہہ رہا تھا۔

”ایک سیکیورٹی۔ مجھے مس سوہنی سے ملنا ہے۔“  
”جی۔“ اسے پوری گردن اونچی کرنا پڑی تھی۔  
”آپ مس سوہنی؟“ اس نے تصدیق چاہی۔  
”جی! وہ یہی سمجھی کوئی کلائنٹ ہے جب ہی بیٹھنے کا اشارہ بھی کیا۔

”تھینک یو۔“ وہ بیٹھ گیا تب کہنے لگا۔ ”میرا نام بلال ہے۔ میں عدیل کا فرسٹ کزن ہوں اور آپ غالباً شرمین کی بہن ہیں۔“

”جی! وہ یکدم ٹھٹکی تھی۔  
”مجھ سے شرمین نے کہا کہ میں آپ سے مل لوں۔ اس نے یقیناً آپ کو میرے بارے میں بتایا ہو گا۔“  
وہ اپنے انداز سے بے حد سلجھا ہوا اور مہذب لگ رہا تھا جب ہی وہ مشکل میں پڑ گئی کہ ایسے شخص کو جاننے کے باوجود فوراً ”دو ٹوک جواب“ نہیں دیا جاسکتا تھا جبکہ شرمین پر اسے غصہ آ رہا تھا کہ اس کے منع کرنے کے باوجود اس نے اس شخص کو کیوں بھیجا۔